صحابہ کرام کا مقام ومرتبہ

مولانا تقی الدین ندوی مظاہری شیخ الحدیث دار العلوم فلاح دارین ترکیسر ضلع سورت

نبوت ورسالت کے آخری سلسلہ کی تکمیل جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کردی گئی۔ اب آپؐ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ آپؐ کی شریعت آخری شریعت ہے۔ اور قیامت تک آنے والے انسانوں اور قوموں کے لئے اس کو خدا کا آخری قانون بنایا گیا۔ اس لئے قیامت تک اس کو محفوظ رکھنے کا وعدہ بھی فرمایا گیا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحفظون ٥ اس لئے قرآن کے الفاظ اور اس کے معانی دونوں کی حفاظت کی گئی ہے۔ جس طرح اس کی علمی حفاظت کی گئی اسی طرح عملی حفاظت کا بھی انتظام فرمایا گیا۔

حفاظت کے ذرائع میں صحابہ کرامؓ کی جماعت سب سے اول ہے۔ ان حضراتؓ کی راست گفتاری اور صدق مقال پر ان کی زندگی کا ایک ایک حرف گواہ ہے۔ ان کی عقل، ذہانت ومتانت پر ان کے کارنامے شاہد عدل ہیں۔ یہی وہ مقدس جماعت ہے جن کی تعلیم وتربیت اور تزکیہ وتصفیہ کے لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ راست معلم ومزکی، استاذ ونگراں مقرر کیا گیا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	بہ تحقیق احسان کیا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جبکہ
اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ	بھیجا ان میں ایک رسول ان ہی میں سے کہ تلاوت
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ	کرتا ہے ان پر اُس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ	ان کو، اور تعلیم کرتا ہے ان کو کتاب وحکمت

تقریباً حدیث کی اکثر کتابوں میں "مناقب صحابہؓ" پر مستقل ایک کتاب قائم کی ہے۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات نقل کئے گئے ہیں جو اس مقدس جماعت کے مقام ومرتبہ کو اور ان کی خصوصیات وفضائل، اوصاف وکمالات کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اس سے آپؐ کا یہی مقصد تھا کہ اپنی امت کے علم میں یہ بات لانا چاہتے تھے کہ اس جماعت کو عام افرادِ انسانی پر قیاس نہ کیا جائے۔

ع۔ کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ باشد در نوشتن شیر وشیر

یہ حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ ہیں۔ ان کی محبت عین محبتِ رسولؐ ہے ان کے بارے میں ادنیٰ لب کشائی ناقابل عفو جرم ہے۔ آپ نے فرمایا۔

اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ لہ	اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے معاملہ میں ان کو میرے بعد ہدف تنقید نہ بنانا۔ کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا، اور جس نے ان کو اذیت پہنچائی، اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ کو اذیت پہنچائی، قریب ہے کہ اللہ اس کو پکڑ لے۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھباً ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ ۲	میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ تمہارا وزن ان کے مقابلہ میں اتنا بھی نہیں جتنا پہاڑ کے مقابلے میں تنکے کا ہو سکتا ہے۔ تم میں سے ایک شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو ان کے ایک مُدّ جو

لہ جلد ثانی صہ ۲۲۶ ۲ہ بخاری شریف صہ ۵۱۸ ج ۱

لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (آل عمران) کی۔ اور بالیقین تھے وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں

چونکہ ان حضرات صحابہ کرامؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی و عملی میراث اور آسمانی امانت سپرد کی جا رہی تھی۔ اس لئے قرآن و حدیث میں ان کے عادل ہونے کی شہادت دی گئی۔

قرآن مجید نے ان کی تعدیل کی اور ان کا تزکیہ کیا۔ ان کے اخلاص و تقویٰ، دیانت و امانت پر شہادت دی اور انہیں یہ رتبۂ بلند ملا کہ اس جماعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر عادل گواہوں کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ
(الفتح ع ۴)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ اور جو ایماندار لوگ آپ کے ساتھ ہیں، وہ کافروں پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں، تم ان کو دیکھو گے رکوع، سجدے میں۔ وہ چاہتے ہیں صرف اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی ان کی علامت ان کے چہروں پر سجدے کا نشان ہے۔

گویا محمد رسول اللہؐ ایک دعویٰ ہے۔ اور اس کے ثبوت کے لئے حضرات صحابہ کرامؓ کی سیرت و کردار کو بطور دلیل پیش کیا گیا۔ کہ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں شک و شبہ ہو اسے آپ کے ساتھیوں کی پاکیزہ سیرت کا مطالعہ کرنے کے بعد خود اپنے ضمیر سے یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ جس کے رفقاء اتنے بلند اخلاق و کردار کے مالک ہوں۔ خود وہ کتنے اونچے مقام پر فائز ہوں گے ؎

کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

قرآن مجید نے صحابہ کرامؓ کے راستہ کو ایک معیاری راستہ قرار دیا۔ ان کی مخالفت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت قرار دی گئی۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لھم الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولیٰ (سورہ نساء ع ۱۷)

اور جو شخص مخالفت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب کہ اس کے سامنے ہدایت کھل چکی ہے، اور چلے مومنوں کی راہ چھوڑ کر، ہم اسے پھیر دیں گے جس طرف پھرتا ہے۔

اس آیت کریمہ کے اولین مصداق صحابہؓ کرام کی مقدس جماعت ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اتباع نبویؐ کی صحیح شکل صحابہ کرامؓ کی سیرت وکردار اور ان کے اخلاق واعمال کی پیروی ہے۔ اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب صحابہ کرام کی سیرت کو اسلام کے اعلیٰ معیار پر تسلیم کر لیا جائے۔

اس قسم کی بہت سی آیات میں صحابہ کرامؓ کے مناقب وفضائل مختلف عناوین سے بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ دین کے سلسلہ سند کی پہلی کڑی (معاذ اللہ) اگر ناقابل اعتماد ہو ان کے اخلاق واعمال میں خرابی بتا لی جائے (حاکم بدہن) اگر ان کے بارے میں یہ تصور قائم کر لیا جائے، کہ وہ بھی حبِّ جاہ وحبِّ مال میں گرفتار تھے، اقرباپروری وخویش نوازی میں مبتلا تھے تو دین کی ساری عمارت مسمار ہو کر رہ جائے گی۔

دنیا کا یہ دستور ہے کہ جب کسی خبر یا واقعہ کو رد کرنا ہو تو اس کے راویوں کو جرح وتنقید کا نشانہ بنایا جائے، ان کی سیرت وکردار کو ملوث کیا جائے۔ ان کی ثقاہت وعدالت کو مشکوک بنایا جائے۔

صحابہؓ کرام دین وشریعت کے سب سے پہلے راوی ہیں، اس لئے چالاک فتنہ پردازوں نے مذہب اسلام کے خلاف سازش کی اور اس سے لوگوں کو برگشتہ کرنا چاہا تو سب سے پہلے صحابہؓ کرام کو ہدف تنقید بنایا۔ چنانچہ تمام فرق باطلہ اپنے نظریات کے

اختلاف کے باوجود اس میں متفق نظر آتے ہیں۔ ان لوگوں نے مقدس جماعت کی سیرت وکردار کو داغدار بنانے اور ان کی شخصیت کو نہایت غلط رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ ان کے اخلاق واعمال پر تنقیدیں کی گئیں۔ ان پر حُبِّ جاہ وحب مال، غصب وخیانت، کنبہ پروری، اقربا نوازی کی تہمتیں لگائی گئیں، یہی نہیں بلکہ ان کی پاکیزہ ہستیوں کو جن کے ایمان کو حق تعالیٰ نے معیار قرار دیا، "آمنوا کما آمن الناس،" انھیں کے ایمان وکفر کا مسئلہ زیر بحث لایا گیا۔ حالانکہ یہ وہ مخلص جماعت ہے جس نے اسلام کی آبیاری اپنے خون و پسینے سے کی تھی۔

تاریخ شاہد ہے کہ ان حضرات صحابہؓ نے اپنے ماں، باپ، بیوی، بچوں، اپنی جائداد واملاک، حتیٰ کہ اپنی جانِ عزیز تک کو راہ خدا میں قربان کرنے سے گریز نہیں کیا تھا۔

رجالٌ صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضٰی نحبہ ومنھم من ینتظر الخ

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا۔ جو عہد انہوں نے اللہ سے باندھا۔ بعض نے تو جان عزیز تک اس راستہ میں دے ڈالی اور بعض اس کے منتظر ہیں۔ اور ان کے عزم واستقلال میں ذرہ برابر تبدیلی نہیں ہوئی۔ ؎

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم   سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

حافظ ابو زرعہ رازی جماعت صحابۂ کرام کی عدالت وثقاہت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ "جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کسی فرد پر تنقید کر رہا ہے، تو سمجھ لو، کہ وہ زندیق ہے۔ اس لئے کہ رسول برحق ہیں، قرآن برحق ہے۔ اور جو کچھ رسول لاتے ہیں، وہ برحق ہے۔ ان سب کے ہمارے لئے صحابۂ کرام ناقل ہیں، یہ زنادقہ ہمارے گواہوں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں، تاکہ کتاب وسنت کو باطل کر دیں، اس لئے وہ خود بدرجۂ اولیٰ مجروح ہیں" [1]

---

[1] فتح المغیث ص ۴۷۳۔

کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ اس کے عشرِ عشیر کے۔

علامہ خطیب بغدادی صحابہؓ کرامؓ کے فضائل و مناقب میں بہت سی آیات و احادیث لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

و جمیع ذالک تقتضی القطع بتعدیلهم و لا یحتاج احد منهم مع تعدیل الله له الی تعدیل احد من الخلق علی انه لو لم یرد من الله عز و جل و رسوله فیهم شیئ مما ذکرنا لاوجبت الحال التی کانوا علیها فی الجهاد والهجرة والنصرة و بذل المهج والاموال و قتل الآباء والاولاد والمناصحة فی الدین و قوة الایمان و الیقین القطع بتعدیلهم والاعتقاد لنزاهتهم وانهم افضل من جمیع الخالفین بعدهم والمعدلین الذین یجیئون من بعدهم هذا مذهب کافة العلماء [۵]

یہ سارے دلائل و وجوہ بیان کئے گئے، ان کی عدالت کے قطعی طور پر مقتضی ہیں۔ ان میں کا ایک فرد بھی اللہ تعالیٰ کے عادل قرار دینے کے بعد مخلوق کی تعدیل کا محتاج نہیں ہے۔ ان صحابہ کرام کے متعلق اگر اللہ و رسول کے وہ ارشادات وارد بھی نہ ہوئے ہوتے، جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ اور جن میں ان کی مدح اور تعریف و توثیق کی گئی ہے۔ تب بھی ان کے جو حالات تھے۔ یعنی راہ خدا میں جہاد و ہجرت و نصرت، جان و مال کی قربانی، اللہ کی رضا کے لئے اپنے آباء و اجداد اور اولاد و اقارب کے قتل پر آمادہ ہو جانا اور دین کی خیر خواہی اور اللہ و رسول کی وفاداری اور ایمان و یقین کی قوت، تو جو شخص بھی ان کے حالات کو پیش نظر رکھے گا وہ قطعی طور سے ان کے عادل ہونے اور ان کے پاکدامن ہونے کا فیصلہ کرے گا اور یہ حضرات تمام بعد میں آنے والوں سے افضل ہیں۔ اس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔

اگرچہ ان کے درجات میں باہم تفاوت تھا مگر ان کے اخلاص و للّٰہیت، تقویٰ و دیانت پر پوری امت کا اتفاق ہے۔

[۵] الکفایہ فی فنون الروایہ

ہے۔ لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

اس کے بعد اگر کوئی شخص ان حضرات کو عام انسانوں کی سطح پر رکھ کر تنقید یں شروع کر دے تو اس سے یہی لازم آئے گا، کہ "معاذ اللہ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منصب تزکیۂ نفوس کو بخوبی انجام نہیں دے سکے۔ یہ قرآن حکیم کی صریح تکذیب ہے۔

غرض یہ کہ صحابہ رضؓ کرام پر تنقید کا نتیجہ صرف انہیں تک محدود نہیں رہتا۔ بلکہ خدا و رسول کتاب وسنت سب اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ اور دین کی پوری عمارت منہدم ہو جاتی ہے اہل حق کا یہ امتیازی نشان رہا ہے، کہ وہ صحابہؓ کرام کی محبت وعظمت کرتے ہیں، تمام عقائد کی کی کتابوں میں اجماعی طور پر یہ مضمون لکھا ہوا ہے۔ ان (صحابہؓ کرام) کا ذکر خیر کے سوا اور کسی طرح کرنے سے زبان کو بند رکھا جائے۔

مگر آج موجودہ دور میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں، جنہیں نہ کتاب وسنت کی خبر ہے اور نہ ہی اسلامی علوم سے واقف ہیں، ان لوگوں نے تحقیق کے نام پر تحریف شروع کر رکھی ہے، تاریخ کی کتابوں سے اپنے مقصد برآری کے لئے آنکھیں بند کر کے، کہ روایت کا معیار کیا ہے؟ اس کا مولف کس پایہ کا ہے؟ صحابہ کرامؓ کی کمزوریاں ثابت کرنے کی ناپاک کوشش میں مشغول ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ حدیث کی کتابوں بالخصوص صحاح ستہ کی روایات میں جو احتیاط ملحوظ رکھی گئی ہے، تاریخ میں ان کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔ ثانیاً یہ کہ قرآن وحدیث واہل حق کا اجماع سب اس پر متفق ہیں، کہ ان حضرات صحابہ کرامؓ پر نکتہ چینی نہ کی جائے۔ بلکہ جو روایات ان اصولوں کے خلاف ہوں وہ قابل رد ہیں۔

لیکن اگر تحقیقی جائزہ و ریسرچ کے شوق میں ان سارے اصولوں کو پس پشت ڈال دیا جائے تو ظاہر بات ہے کہ تحقیق نہیں بلکہ تحریف ہو گی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی عزت وحرمت کا کیا یہی تقاضا ہے؟ کیا اسی کا نام صحابہ کرامؓ کا "ذکر بالخیر" ہے؟ کیا ایمانی غیرت کا یہی تقاضا ہے؟ کیا مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھول جانا چاہیے؟

اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علیٰ شرکم [1]

جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے رہیں اور انہیں ہدف تنقید بناتے ہیں تو ان سے کہو تم میں سے (یعنی صحابہ کرام رضؓ اور ناقدین صحابہؓ میں سے) جو برا ہو، اس پر اللہ کی لعنت، ظاہر ہے کہ اس لعنت کے مستحق ناقدین صحابہ ہی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ بعد کی امت کے لئے حق و باطل کا معیار ہیں، انہیں جو معیت نبوی کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اس کے مقابلہ میں بڑی سے بڑی فضیلت ایک جَو کے برابر بھی نہیں ہو سکتی۔ کسی بڑے سے بڑے ولی اور قطب دوراں کو ان کی خاک پا بننے کا شرف حاصل ہو جائے تو اس کے لئے مایۂ صد افتخار ہے۔ اہل حق کی یہ شان نہیں ہے کہ اپنی غلطی پر اصرار کرے، بلکہ خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ تنبیہ کے بعد فوراً حق کی طرف پلٹ آئے حق تعالیٰ شانہ ہماری اور پوری امت اسلامیہ کی ہر زیغ و ضلال سے حفاظت فرمائے۔ اور ہمارے قلوب میں حضرات صحابہ کرامؓ کی محبت و عظمت پیدا فرمائے۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ۵

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

---

[1] جامع ترمذی ص ۲۲۷ ج ۲